حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت

مولانا غلام نبی عطاری سندھی

اسلام کی بنیاد جس جماعت کے ذریعے مضبوط ہوئی، وہ نبی کریم صلی اللہؑ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم ترین تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہؑ علیہم اجمعین کی جماعت ہے۔ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی، دین اسلام کی خدمت کی، قربانیاں دیں، جہاد کیا، علم کو عام کیا، قرآن مجید و احادیث نبویہ کو دنیا تک پہنچایا اور شریعت کو عملی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اللہؑ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے: رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ۔ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ۔ یعنی: اللہؑ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہؑ سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پارہ 7، سورہ المائدہ 7، آیت نمبر: 119) ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی۔ یعنی: اور ان سب سے اللہؑ نے سب سے اچھی چیز کا وعدہ فرمالیا ہے۔ (پارہ 27، سورہ الحدید 57، آیت 10)

انہی عظیم المرتبت صحابہ کرام میں سے ایک نام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہؑ عنہ کا بھی ہے۔ آپ جلیل القدر صحابی، کاتب وحی، اسلامی سلطنت کے بانی و حکمران، سیاست، حکمت، تدبر اور فہم و فراست کے پیکر تھے۔ آپ کی خدمات دین، امت کی وحدت، عدل، نظم و نسق، اور فتوحات کے میدان میں ناقابل فراموش ہیں۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہؑ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ رسول کریم صلی اللہؑ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی صحابہ میں شامل ہو کر اسلام کی خدمت کی۔

آپ رضی اللہؑ عنہ کو رسول اللہؑ صلی اللہؑ علیہ وآلہ وسلم نے دعاؤں سے نوازا اور آپ کے لیے حکومت کی خوشخبری دی۔ حضرت سیدنا عبد اللہؑ بن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر اکابر صحابہ نے آپ کے علم و فہم، نرم مزاجی اور قیادت کی صلاحیتوں کی گواہی دی۔

اس تمہید کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ صحابہ کرام کی سیرت کو سمجھنے کے لیے ان میں سے ہر ہر فرد کی انفرادی خدمات اور کردار کا مطالعہ ضروری ہے۔

نام: آپ رضی اللہؑ عنہ کا اسم گرامی: "معاویہ" ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، جلد 4، ص 285) آپ رضی اللہؑ عنہ کی کنیت: "ابو عبد الرحمٰن" ہے۔ القابات: ناصر لدین اللہؑ (یعنی اللہؑ عزوجل کے دین کے مددگار) اور "ناصرُ الحق اللہؑ" ہے (یعنی اللہؑ عزوجل کے حق کے مددگار)۔ (سیر اعلام النبلاء، جلد 4، ص 285)

ولادت: شارح بخاری حضرت علامہ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت بعثتِ مبارکہ سے پانچ سال قبل ہوئی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 6، ص 120)

سلسلہ نسب: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب "عبد مناف" پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ نسب سے جا ملتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کا نسب مبارک ملاحظہ فرمائیں: "محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف"۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جلد 1، ص 1) حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: "معاویہ بن ابو سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف"۔ (الإصابۃ، جلد 6، ص 120) اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نسب بھی "عبد مناف" پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے، "معاویہ بن ھند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف"۔ (أسد الغابہ، جلد 7، ص 316) اسی لیے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نسبی اعتبار سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔

صورت و سیرت: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد والے تھے، آپ کا رنگ سفید و خوبصورت اور شخصیت رعب دار تھی، سر اور داڑھی مبارک میں مہندی لگایا کرتے تھے جس کے رنگ کے سبب آپ کی داڑھی سونے کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ (تاریخ الخلفاء، ص 155) آپ رضی اللہ عنہ حلیم و بردبار، باوقار، مالدار اور لوگوں میں سردار تھے، کرم فرمانے والے اور بہر صورت انصاف قائم کرنے والے تھے۔ (البدایہ والنھایہ، جلد 5، ص 619) حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "معاویہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ (أسد الغابہ، ج 5، ص 222) آپ رضی اللہ عنہ اکثر سیاہ عمامہ باندھتے تھے۔ (مرآۃ المناجیح، ج 2، ص 344)

قبول اسلام: حضرت سیدنا عمر بن عبد اللہ عنسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب حدیبیہ کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش نے بیت اللہ سے روک کر مقام "راح" میں ٹھہرنے پر مجبور کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس موقع پر ایک معاہدہ کیا تو اس وقت میرے دل میں اسلام آچکا تھا پھر جب میں نے اس کا ذکر اپنی والدہ سے کیا تو انہوں نے کہا: اپنے والد کی مخالفت سے ڈرو یا اپنی راہ جدا کر لو اور اگر دوسری صورت اختیار کی تو تمہارا کھانا تک روک دیا جائے گا۔ میرے والد ان

دنوں (تجارت کے سلسلے میں) حُباشہ (سال میں آٹھ دن لگنے والے بازار) گئے ہوئے تھے۔ میں اسلام لے آیا اور اسے خفیہ رکھا، اللہ جل وعلا کی قسم! جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے رخصت ہوئے تو میں آپ پر ایمان لا چکا تھا اور یہ بات میں نے اپنے والد سے چھپا رکھی تھی پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرے کی قضا فرمانے تشریف لائے تو اس وقت بھی میں مؤمن تھا۔

جب میرے مسلمان ہونے کا علم میرے والد کو ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا: تمہارا بھائی تم سے بہتر ہے کیونکہ وہ میرے دین پر ہے۔

میں نے کہا: "میں خود بھی ایسی برتری نہیں چاہتا"۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر تشریف لائے تو میں نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خوش آمدید فرمایا اور یوں میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاتب بن گیا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء7، ص285، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت)

اسلام قبول کرنے کے بعد: اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہوگئے، فتح مکہ کے بعد ہونے والے غزوہ حنین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے شرکت کی اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ہوازن کے مال غنیمت میں سے سو100 اونٹ اور 40 اوقیہ سونا عطا فرمایا، جس کا وزن حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، اسی طرح جنگ یمامہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے شرکت فرمائی۔ (الطبقات الکبریٰ، جزء9، ص410، ط: الخانجی)

آپ مؤلفۃ القلوب میں سے نہیں تھے: جلیل القدر مفسرین حضرت امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی، حضرت امام محمد بن جریر طبری، حضرت امام ابن اَبی حاتم رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مؤلفۃ القلوب میں شمار نہیں کیا بلکہ بنو امیہ کے مؤلفۃ القلوب میں صرف حضرت سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے۔

حضرت علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مؤلفۃ القلوب میں سے ہونا بعید ہے۔ وہ ان میں سے کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ عزوجل کی وحی اور قرآن مجید کی قراءت پر مقرر فرمایا اور انہیں اپنے آپ سے ملا لیا نیز سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں تو آپ رضی اللہ عنہ کی

حالت اور بھی زیادہ ظاہر و واضح ہے البتہ آپ رضی اللّٰہ عنہ کے والد ضرور مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔

حضرت سیدنا امام احمد بن حجر مکی علیہ رحمۃ اللّٰہ القوی فرماتے ہیں: یاد رہے کہ غزوہ حنین کے موقع پر سرکار دوعالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مال عطا فرمایا تھا وہ تالیف قلبی کے لیے نہ تھا بلکہ شاہی عطیہ تھا، جیسا کہ سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے بحرین سے آنے والے مال میں سے حضرت سیدنا عباس رضی اللّٰہ عنہ کو بھی اتنا روپیہ عطا فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اٹھا بھی نہ سکے۔

اس عطیہ خسروانہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عباس رضی اللّٰہ عنہ مؤلفۃ القلوب میں داخل ہوں، غرضیکہ عطایا نبویہ اور ہیں اور تالیف قلبی (یعنی دل جوئی) کچھ اور چیز۔ امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو یہ عطیہ حضرت ابوسفیان رضی اللّٰہ عنہ کی زیادتی تالیف قلب کا باعث بن گیا ہو جیسے کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اعلان فرمادیا تھا کہ جو ابوسفیان (رضی اللّٰہ عنہ) کے گھر میں پناہ لے اسے امان ہے گویا سیدنا ابوسفیان (رضی اللّٰہ عنہ) کا گھر دار الامان بنادیا۔ کیوں؟ صرف ابوسفیان کے تالیف قلبی کے لیے۔ (فیضان امیر معاویہ، ص32-33-34)

ازواج و اولاد: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے عقد نکاح میں درج ذیل چار خواتین آئیں جن سے اللّٰہ عزوجل نے اولاد بھی عطا فرمائی۔ **(1) مَیسون بنت بحدل کلبی:** آپ کا شمار تابعیات میں ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کی اکثر اولاد انہیں سے ہے: یزید، اَمَۃ ربِّ المَشَارِق، رَملہ، ہند۔ **(2) فاختہ بنت قرظہ:** ان سے آپ رضی اللّٰہ عنہ کی دو اولادیں ہوئیں: عبد الرحمٰن اور عبد اللّٰہ۔ **(3) کنود بن قرظہ۔ (4) نائلۃ بنت عمارۃ الکلبیۃ۔** (فیضان امیر معاویہ، ص34-35 ملخصًا)

تمام مسلمانوں کے ماموں جان: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو ایک شرف یہ بھی حاصل ہے کہ آقا کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ یعنی تمام مسلمانوں کی ماں حضرت اُم حبیبہ رضی اللّٰہ عنھا کے سگے بھائی ہیں۔ اسی لئے علمائے کرام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو خالُ المومنین (یعنی مسلمانوں کے ماموں جان) کہتے ہیں۔ (البدایہ والنھایہ، جزء4، ص347)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے اوصاف و کارنامے اور فضائل و مناقب کتب احادیث اور سِیَر اور تواریخ اسلام کے روشن اوراق پر نور کی کرنیں بکھیر رہے ہیں۔ آپ کو کتابت وحی کے ساتھ ساتھ حضور سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط تحریر کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ (معجم کبیر، ج5، ص108، حدیث نمبر:4748)

اے اللہ پاک! معاویہ کو ہادی و مہدی بنا: حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن ابو عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یوں دعا کی: "اللَّهُمَّ اجْعلهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، وَاهْدِ بِهِ"

یعنی: اے اللہ پاک! معاویہ کو ہادی (دوسروں کو ہدایت دینے والا) بنا، ہدایت یافتہ بھی بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔ (جامع الترمذی، جزء6، ص369، حدیث نمبر:4177، ط: الرسالۃ)

میں اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہ سے محبت رکھتا ہے: حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اُم حبیبہ! معاویہ سے محبت کرو! بیشک میں معاویہ سے محبت کرتا ہوں اور میں اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہ سے محبت رکھتا ہے، جبرائیل بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں، میکائیل بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں اور اے اُم حبیبہ! جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کی محبت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا ہے۔ (ابن عساکر، ج59، ص89)

معاویہ کے پیار سے ہمارا بیڑا پار ہے
گناہ بخشوائے گی شفاعت معاویہ

جو عاشق رسول ہیں وہ ان سے پیار کرتے ہیں
فقط منافقوں کو ہے عداوت معاویہ

اللہ و رسول معاویہ سے محبت کرتے ہیں: ایک دن آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم المؤمنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنھا کے ہاں تشریف لائے، اس وقت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہیں تھے اور آپ کی پیاری بہن حضرت سیدتنا اُم حبیبہ رضی اللہ عنھا ان کے سر میں کنگھی کر رہی تھیں، بہن بھائی کا یہ پیارا انداز دیکھ کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اُم حبیبہ! کیا تم معاویہ سے محبت کرتی ہو؟ عرض کیا: یہ میرے بھائی ہیں، بھلا ان سے محبت کیوں نہ ہو گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ و رسول بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ (ابن عساکر، ج59، ص89)

تین مرتبہ جنت کی بشارت: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے، غیب جاننے والے نبی، رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا، اس وقت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، دوسرے دن پھر ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا، اس دن بھی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، تیسرے دن پھر ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا، تیسرے دن پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ حاضر ہوئے۔ (مسند الفردوس، ج5، ص482، حدیث نمبر: 8830)

امیر معاویہ کے دو اعلیٰ اوصاف: آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ومعاوية بن أبي سفيان أحلمُ امتي واجودها۔ یعنی: اور معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما میری امت میں سے سب سے بڑھ کر حلم والے اور بہت سخی ہیں۔ (بغیۃ الباحث، ج1، ص893، حدیث 965)

معاویہ میں تم سے ہوں، تم مجھ سے ہو: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور خاتم النبیین ﷺ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: "معاویہ! میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 2 انگلیوں کو ملا کر فرمایا: جنت کے دروازے پر تم میرے ساتھ اس طرح ہوگے۔ (مسند الفردوس، جلد5، ص393، حدیث نمبر: 8530)

جبرئیل علیہ السلام نے سلام کیا: حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی بااعتماد صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہیں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی کتابت (یعنی لکھنے) کی زمہ داری دیتے تھے، ان میں سے ایک حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک دن حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! معاویہ کو میرا سلام کہئے، وہ کتاب اللہ (یعنی قرآن مجید) کے اور وحی کے امین ہیں۔ (معجم الاوسط، جزء4، ص175، حدیث نمبر: 3902)

علمی مسئلے میں شیر خدا سے رجوع: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود فقیہ ہونے کے باوجود حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں رجوع فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو مکتوب لکھا کہ اس مسئلے کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کرکے اس کا جواب دریافت کیجئے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ کا مکتوب حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ مسئلہ پیش کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے مسئلے کی تمام تفصیلات پوچھنے کے بعد اس کا جواب ارشاد فرمایا۔ (فیضان امیر معاویہ، ص80)

شیر خدا سے محبت: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر آپ نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ

سے فرمایا: میرے سامنے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کریں، جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھر آئیں اور داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی، حاضرین بھی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور رونے لگے۔(حلیۃ الاولیا، ج1، ص126)

میں علی سے محبت رکھتا ہوں: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنھم بھی موجود تھے۔ اچانک حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاویہ! کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اللہ تعالیٰ کے لئے ان سے بہت محبت کرتا ہوں۔

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم دونوں کے درمیان آزمائش ہو گی، حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے بعد کیا ہو گا؟ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی معافی، اس کی رضامندی اور جنت میں داخلہ ہو گا۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہیں اور اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا اقْتَتَلُوْا۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔ ترجمہ کنز العرفان: اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔(پارہ3، سورہ البقرہ2، آیت نمبر: 253)(تاریخ ابن عساکر، جلد 59، ص139)

حضرت امیر معاویہ کسی سے ذاتی دشمنی نہ رکھتے تھے: حضرت سیدنا ابو اسود رحمۃ اللہ علیہ جنگ جمل میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے لیکن جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضرت سیدنا ابو اسود رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور قیمتی تحائف سے نوازا۔(سیر اعلام النبلاء، ج5، ص112 ملخصاً)

آپ کی حضور سید عالم کی چادر سے محبت: حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و توصیف میں ایک قصیدہ لکھ کر بارگاہ رسالت میں سنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر انہیں انہیں تحفۃً اپنی چادر عنایت فرمائی۔ حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ

عنہ کی وفات کے بعد حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ مقدس چادر ان کے شہزادے سے بیس ہزار درہم کے بدلے میں خرید لی۔ آپ رضی اللّٰہ عنہ کے بعد تمام خلفاء عیدین میں وہی چادر اوڑھ کر نکلتے نیز ایک طویل عرصے تک وہ وہ مقدس چادر سلاطین اسلام کے پاس ایک مقدس تبرک کے طور پر باقی رہی۔ (الإصابۃ، جزء5، ص444 ملخصًا)

امام حسن کی آپ رضی اللّٰہ عنہ سے صلح: جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللّٰہ عنہ کو شہید کیا گیا اور خلافت حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ نے سنبھالی، تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللّٰہ عنہ بھی آپ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللّٰہ عنہ نے دیکھا کہ فتنے کا خطرہ ہے اور معاملہ بہت سنگین ہے جس میں خون بہے گا اور انہوں نے اہل عراق کا اختلاف بھی دیکھا تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللّٰہ عنہ نے خلافت کا معاملہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے حوالے کر دیا اور آپ واپس مدینہ منورہ چلے گئے۔

تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ نے عراق کی باگ دوڑ سنبھالی، کوفہ آئے تو لوگوں نے آپ کی بیعت کی، اور سب آپ پر متفق ہو گئے۔ اس سال کو "عام الجماعۃ" (یعنی اتحاد کا سال) کہا گیا۔ (أسد الغابہ، جزء5، ص203)

امیر معاویہ، امام حسن کو اپنی جگہ بٹھاتے: مشہور مفسر قرآن، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللّٰہ علیہ نقل فرماتے ہیں: ایک بار حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ نے امام حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ کی خدمت میں 40 کروڑ رقم بطور نذرانہ پیش کیا۔ جب امام حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے پاس آتے تو امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ انہیں اپنی جگہ بٹھاتے، خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے، کسی نے پوچھا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: امام حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ ہم شکل مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، میں اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں۔ (مرآۃ المناجیح، ج8، ص 461)

امیر معاویہ کی امام حسن سے محبت: حضرت سیدنا ابن بریدہ رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے پاس آئے، حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ نے امام حسن رضی اللّٰہ عنہ سے کہا: آج میں آپ کو وہ نذرانہ پیش کروں گا جو کبھی کسی نے دوسرے کو نہ کیا ہوگا۔ پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ نے آپ رضی اللّٰہ عنہ کو 4 لاکھ درہم پیش فرمائے۔ (سیر اعلام النبلاء، معاویہ بن ابی سفیان، ج4، ص309)

فرمان مولیٰ مشکل کشا: جنگ صِفّین کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللّٰہ عنہ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو کہ اگر وہ تم میں نہ رہے تو تم سَروں کو کندھوں سے ایسے ڈھلکتے ہوئے دیکھو گے جیسے اندرائن (پھل)۔ (یعنی تم اپنے دشمن کے سامنے نہیں ٹھہر سکو گے)۔ (مصنف ابن شیبہ، ج8، ص724، رقم18)

سب سے اچھے اخلاق والا حاکم: حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنھما فرماتے ہیں کہ میری نظر میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ سے بڑھ کر اچھے اخلاق والا حکمران نہیں گزرا۔ لوگ ان سے سخت اور ناپسندیدہ باتیں کرتے، انہیں غصہ دلانے کی کوشش کرتے، مگر وہ نہ کبھی غصے میں آتے اور نہ ہی بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے۔ وہ ہمیشہ نرمی، برداشت اور خوش اخلاقی کا اعلیٰ نمونہ ہوتے۔ (تاریخ ابن عساکر، جلد59، ص175) حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنھما، جو خود جلیل القدر صحابی اور بڑے عالم تھے، انہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے فقہی علم، سمجھ داری اور اجتہادی بصیرت کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں "فقیہ" (مجتہد) فرمایا۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، جزء5، ص70، حدیث نمبر: 3752)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو امت کی خیر خواہی اور بھلائی کا بے حد خیال رہتا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو اس خاص کام پر مقرر کر رکھا تھا کہ وہ روزانہ لوگوں کے حالات معلوم کرے: کہیں کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہو، یا کوئی وفد آیا ہو، تو ان کا نام لکھ لیا جائے تاکہ بیت المال سے ان کے لئے وظیفہ مقرر کیا جا سکے۔ (البدایہ والنھایہ، جلد5، ص638)

حکومت خدمات: حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللّٰہ عنہ نے آپ کو اپنے بھائی یزید کے بعد شام (سوریہ) کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے خلافت کے دوران بھی آپ کو اس منصب پر برقرار رکھا۔

پھر آپ خود خلیفہ بنے۔

مدت حکومت: امام ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللّٰہ عنہ بیس سال گورنر رہے اور بیس سال خلیفہ رہے۔ (تھذیب التھذیب، جلد4، ص107)

آپ کے چند انقلابی کارنامے: (1) آپ کے حکم سے تاریخ کی پہلی کتاب "کتاب المُلوک واخبارُ الماضِین" لکھی گئی۔ (التراتیب الاداریہ، ج2، ص322)

(2) 28ہجری میں اسلام کی سب سے پہلی بحری فوج کی قیادت فرمائی اور قُبرُص کو فتح کیا۔ (شرح ابن بطال، ج5، ص11، تحت الحدیث: 2924)

(3)بحری جہاز بنانے کے لئے 49ہجری میں کارخانے قائم فرمائے اور ساحل پر ہی تمام کاریگروں کی رہائش وغیرہ کا انتظام کر دیا تا کہ بحری جہاز بنانے کے اہم کام میں خلل نہ واقع ہو۔(فتوح البلدان، ص161)

(4)مکتوبات پر مہر لگانے کا طریقہ رائج فرمایا جس کا سبب یہ بنا کہ آپ نے ایک شخص کے لئے بیت المال سے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم تحریر فرمایا لیکن اس نے تصرف کر کے اسے ایک لاکھ کے بجائے دولاکھ کر دیئے، آپ کو جب اس خیانت کا علم ہوا تو اس کا محاسبہ فرمایا اور اس کے بعد خطوط پر مہر لگانے کا نظام نافذ فرمادیا۔(تاریخ الخلفاء، ص160)

(4)سرکاری خطوط کی نقل محفوظ رکھنے کا نظام بنایا۔(تاریخ یعقوبی ،ج2، ص145)

(5)سب سے پہلے کعبہ معظمہ میں منبر کی ترکیب بنائی۔(تاریخ یعقوبی، ج2، ص131)

(6)سب سے پہلے خانہ کعبہ پر دیبا و حریر (یعنی ریشم) کا قیمتی غلاف چڑھایا اور خدمت کے لیے متعدد غلام مقرر کیے۔(تاریخ یعقوبی، ج2، ص150)

(7)عوام کی خیر خواہی کے لئے شام و روم کے درمیان میں واقع ایک مرعش نامی غیر آباد علاقے میں فوجی چھاؤنی قائم فرمائی۔(فتوح البلدان، ص265)

تبرکاتِ نبوی کے بارے میں حضرت امیر معاویہ کی وصیت: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ موئے مبارک اور ناخنِ مبارک کے تراشے ہوئے ٹکڑے محفوظ تھے۔

اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی: "میرے وصال کے بعد ان مبارک بالوں اور ناخنوں کو میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا، پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔"(تاریخ الخلفاء، ص151)

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 78 سال اس دنیا میں تشریف فرما رہے، آخر 60ہجری کو رجب المرجب کے مہینے میں جمعرات کے دن اس دنیا سے رخصت ہوئے۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء7، ص285، ط: دارالکتب العلمیہ بیروت)

وصال مبارک کی تاریخ: مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ماہ رجب المرجب 60 سن ہجری میں ہوا لیکن تاریخ وصال میں اختلاف ہے۔

حضرت سیدنا سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدنا نورالدین علی بن ابو بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایت اور امام یوسف بن زکی مزی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق حضرت سیدنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک 4 رجب المرجب 60 سن ہجری میں ہوا۔ کچھ مؤرخین کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا وصال 15 رجب المرجب 60 سن ہجری میں ہے۔ بعض کے نزدیک وصال مبارک 22 رجب المرجب 60 سن ہجری کو ہوا۔ جبکہ کچھ نے یکم رجب المرجب 60 سن ہجری اور 26 رجب المرجب کا قول بھی ذکر فرمایا ہے۔ (فیضان امیر معاویہ، ص 247-248)

نماز جنازہ: آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ صحابی رسول حضرت سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ (اسد الغابہ، ج 5، ص 204)

مدفن: آپ کا مزار مبارک دمشق میں باب الصغیر کے پاس ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے ارد گرد ایک عالی شان عمارت تعمیر کی گئی ہے، ہر پیر اور جمعرات کو مزار مبارک کھولا جاتا ہے اور خاص و عام مزار مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (فیضان امیر معاویہ، ص 250)

شمارے کے متعلق اپنے قیمتی تاثرات ان نمبرز پر بھیجیں جزاک اللہ۔

03100053916

03155870158

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور کونڈوں کا شرعی حکم

مولانا غلام نبی عطاری سندھی

اسلام کی تاریخ ان عظیم المرتبت شخصیات سے روشن ہے، جنہوں نے علم، عمل، زہد و تقویٰ کے ذریعے امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔ انہی ہستیوں میں سے ایک عظیم المرتبت نام "حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ" کا ہے۔ جن کی زندگی علم و عرفان، زہد و تقویٰ اور خدمت دین کا بے مثال نمونہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اہل بیت اطہار کے جلیل القدر فرد تھے بلکہ فقہ، تفسیر، حدیث اور روحانیت کے بھی امام تھے۔

آپ کا علمی و اخلاقی فیضان آج بھی دنیائے اسلام میں روشنی پھیلا رہا ہے۔ اسی نسبت سے ماہ رجب المرجب میں مسلمان آپ کے ایصال ثواب کے لئے نیاز و فاتحہ کا اہتمام کرتے ہیں، جسے عرف میں "کونڈے" کہا جاتا ہے۔ اس عمل کا شرعی جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ آگے تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت:

نام و نسب: آپ کا نام: "جعفر" ہے۔

آپ کی کنیت: "اَبو عبد اللہ" ہے۔

آپ کی ولادت: سنہ 80 ہجری میں ہوئی۔

آپ کے والد: "امام باقر رحمۃ اللہ علیہ" ہیں۔

آپ کے دادا: "حضرت سیدنا امام زین العابدین علی اَوسط رحمۃ اللہ علیہ" ہیں۔

آپ کی والدہ: "حضرت سیدتنا اُم فروہ بنت قاسم بن محمد بن اَبو بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہم اجمعین" ہیں۔

یوں آپ والد کی جانب سے "حسینی سید" اور والدہ کی جانب سے "صدیقی" ہیں۔ سچ گوئی کی وجہ سے آپ کو "صادق" کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج6، ص438)

تعلیم و تربیت: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کی مشکبار علمی فضا میں آنکھ کھولی اور اپنے والد محترم حضرت سیدنا امام اَبو جعفر محمد باقر، حضرت سیدنا عبید اللہ بن اَبی رافع، حضرت سیدنا عروہ بن زبیر، حضرت سیدنا عطاء اور حضرت سیدنا نافع رحمھم اللہ کے چشمہ علم سے سیراب ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص126)

آپ تابعی ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ دو جلیل القدر صحابہ کرام حضرت سیدنا انس بن مالک اور حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنھما کی زیارت سے مشرف ہونے کی وجہ سے تابعی ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء، ج6، ص438)

چند عادات مبارکہ: آپ رحمہ اللہ خوش اخلاق،، تھے، مبارک ہونٹوں پر مسکراہٹ سجی رہتی مگر جب کبھی ذکر رسول ہوتا تو(

ہیبت و تعظیم کے سبب) رنگ زرد ہو جاتا، کبھی بھی بے وُضوءء حدیث پاک،، بیان نہ فرماتے، نماز و تلاوت میں مشغول رہتے یا خاموش رہتے، آپ کی گفتگوءء فضول گوئی،، سے پاک ہوتی۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج2، ص42)

عاجزی کی عظیم مثال: حضرت سیدنا داوٗد طائی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے آپ سے عرض کی: اہل بیت میں سے ہونے کی حیثیت سے مجھے کوئی نصیحت فرمایئے! لیکن آپ رحمۃ اللّٰہ علیہ خاموش رہے۔ دوبارہ عرض کی کہ ءءاہل بیت میں سے ہونے کے اعتبار سے اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے، اس لحاظ سے نصیحت ضروری ہے،،۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا: میں تو خود خوفزدہ ہوں کہ کہیں کل بروز قیامت میرے جدِ اعلیٰ (یعنی محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم) میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی کا حق ادا کیوں نہ کیا؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ سے ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا داوٗد طائی رحمۃ اللّٰہ علیہ رو پڑے کہ وہ ہستی جن کے جد امجد اللّٰہ عزوجل کے آخری نبی، محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جب ان کے خوف خدا کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں ہوں۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج1، ص21)

مکھی کیوں پیدا کی گئی؟ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللّٰہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور کے دربار میں تشریف فرما تھے کہ مکھیاں بار بار خلیفہ کے منہ پر بیٹھتی تھیں، خلیفہ نے تنگ آکر عرض کی: اے ابو عبد اللّٰہ! اللّٰہ پاک نے مکھی کو کیوں پیدا فرمایا ہے؟ آپ نے (خلیفہ کو چوٹ کرنے کے لئے) ارشاد فرمایا: تاکہ ظالموں اور مغروروں کو ذلیل کرے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج3، ص230، رقم:3798)

آپ کی کرامات: مردہ جانور کو زندہ کر دیا: حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللّٰہ مکہ مکرمہ میں ایک دن کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک عورت اپنی گائے کے مرنے پر رو رہی تھی، آپ رحمہ اللّٰہ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللّٰہ عزوجل تمہاری گائے زندہ فرما دے؟ عورت نے عرض کی: آپ ہم سے اس طرح مذاق کرتے ہیں حالانکہ میں پہلے ہی مصیبت میں ہوں۔ آپ رحمۃ اللّٰہ علیہ نے عورت سے فرمایا: ءءمیں تم سے مذاق نہیں کر رہا،، پھر آپ رحمۃ اللّٰہ علیہ نے دعا کی اور اس گائے کے سر اور پاؤں کو پکڑ کر ہلایا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ (شواہد النبوۃ، ص249)

پچاس حج کی دعا: ایک آدمی نے آپ رحمۃ اللّٰہ علیہ سے دعا کے لئے عرض کی کہ اللّٰہ عزوجل مجھے اتنا مال دے کہ میں بہت سے حج کروں، آپ رحمۃ اللّٰہ علیہ نے دعا کی: اے اللّٰہ پاک! اسے بکثرت مال عطا فرما تاکہ یہ اپنی زندگی میں ءءپچاس حج،، کرے۔ چنانچہ اسے اتنا مال ملا کہ اس نے پورے ءءپچاس حج،، کئے، جب

اکاون مرتبہ حج کے لئے ""مقام جُحفہ"" پہنچا اور غسل کے لئے گیا تو پانی کی تیز موجیں اسے بہا کر لے گئیں اور وہ اسی میں ڈوب کر فوت ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ، ص 251)

لذیذ ترین کھجوریں: ایک شخص کا بیان ہے کہ ہم تابعی بزرگ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے ساتھ حج کرنے جا رہے تھے، راستے میں ہم ایک جگہ کھجور کے سوکھے ہوئے درختوں کے پاس ٹھہرے، حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے آہستہ سے کچھ پڑھا جو میں نہ سمجھ سکا، پھر آپ نے ان سوکھے درختوں سے فرمایا: اللہ عزوجل نے تم میں جو ہمارے لئے رزق پیدا فرمایا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ، اسی وقت میں نے دیکھا کہ کھجوروں کے گچھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جھک رہے تھے، آپ نے مجھ سے فرمایا: قریب آؤ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، میں نے ایسی مزیدار کھجوریں اس سے پہلے کبھی نہیں کھائی تھیں۔ (شواہد النبوۃ، ص250)

میں تو خود صدیق اکبر کی شفاعت کا طلبگار ہوں: حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں ان کے متعلق صرف بہتر بات ہی کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے والد ذی وقار حضرت سیدنا امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نواسہ رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ پاک کے آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ""ابو بکر صدیق سے افضل کسی انسان پر آج تک نہ سورج طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا""۔ اس کے بعد حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میں نے روایت میں غلط بیانی کی ہو تو مجھے کل بروز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہو اور (میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان نہ کروں کہ) میں تو خود روز قیامت صدیق اکبر"" کی شفاعت کا طلبگار ہوں۔

سنت سے ناواقف: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو حضرات شیخین کریمین (یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کی فضیلت سے ناواقف ہے وہ سنت سے ناواقف ہے، میں نے اہل بیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان سے محبت نہ رکھتا ہو۔

مزید فرماتے ہیں: بے شک حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل مشاہدہ ربوبیت سے بھرا ہوا تھا، ان کے دل میں اللہ کریم کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ"" کا ورد کثرت سے کرتے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مبارک

زبان پر اکثر ءاللہ اکبر،، جاری رہتا تھا۔(ریاض النضرۃ، ج1، ص 59، 67، 136 ملتقطاً)

صدیق وفاروق نے جنت کا پھل کھایا: ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا: تو آپ نے فرمایا: تم مجھ سے ان کے بارے میں پوچھتے ہو کہ جنہوں نے جنت کا پھل کھایا۔(سیر اعلام النبلاء، ج6، ص441، رقم:948)

اس شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں: حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا"اس شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر ءبھلائی،، کے ساتھ نہ کرے۔(تاریخ الخلفاء ،ص96)

پانچ قسم کے آدمیوں کی صحبت اختیار نہ کرو: حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پانچ قسم کے آدمیوں کی صحبت اختیار نہ کرو: (1) بہت جھوٹ بولنے والا شخص، کیونکہ تم اس سے دھوکا کھاؤ گے، وہ سَراب (ریتلی زمین کی وہ چمک جو چاند یا سورج کی روشنی پڑنے سے پیدا ہوتی ہے جس پر پانی کا دھوکا لگتا ہے یعنی وہ زمین پانی لگتی ہے) کی طرح ہے، وہ دور والے کو تیرے قریب کر دے گا اور قریب والے کو دور کر دے گا۔

(2) بیوقوف آدمی، کیونکہ اس سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا، وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا بیٹھے گا۔

(3) کنجوس شخص، کیونکہ جب تمہیں اس کی زیادہ ضرورت ہو گی وہ دوستی ختم کر دے گا۔

(4) بزدل آدمی، کیونکہ یہ مشکل وقت میں تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

(5) فاسق، کیونکہ وہ تمہیں ایک لقمے یا اس سے بھی کم قیمت میں بیچ دے گا، کسی نے پوچھا کہ لقمے سے کم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: لالچ رکھنا اور اسے نہ پانا۔(صراط الجنان فی تفسیر القران، ج4، ص258)

فرامین امام جعفر صادق:

(1) اللہ تعالیٰ تمہیں کسی نعمت سے نوازے اور تم اس پر ہمیشگی چاہو تو اس پر زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرو۔(حلیۃ الاولیاء، ج3، ص255، رقم:3783)

(2) اگر تمہیں رزق میں تاخیر محسوس ہو تو استغفار کی کثرت کرو۔(حلیۃ الاولیاء، ج3، ص225، رقم:3783)

(3) اللہ پاک نے دنیا کو حکم ارشاد فرمایا: اے دنیا! جو میری عبادت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرے تو اسے تھکا دے۔(حلیۃ الاولیاء، ج3، ص226، رقم:3785)

(4)صدقے کے ذریعے رزق میں اضافہ اور زکوٰۃ کے ذریعے اپنے مالوں کو محفوظ کرلو۔(حلیۃ الاولیاء، ج3، ص227، رقم: 3792)

(5)اللہ عزوجل نے سود کو اس لئے حرام کیا تاکہ لوگ بھلائی کرنے سے نہ رک جائیں۔(حلیۃ الاولیاء، ج3، ص226، رقم: 3789)

(6)اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والے کو محروم کردیتا ہے۔(حلیۃ الاولیاء، ج3، ص227، رقم:3792)

(7)دین میں لڑائی جھگڑے سے بچو کہ یہ دل کو مصروف رکھتا اور نفاق پیدا کرتا ہے۔(حلیۃ الاولیاء، ج3، ص230، رقم:3799)

(8)میانہ روی اختیار کرنے والا تنگ دست (یعنی غریب) نہیں ہوتا۔(حلیۃ الاولیاء، 3، ص227)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات: کتاب کی تصنیف سے زیادہ افراد کی علمی، اخلاقی اور شخصی تعمیر ہے اور استاد کا اس میں سب سے زیادہ بنیادی کردار ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت میں رہ کر کئی شاگرد امت کے لئے منارہ نور بنے۔

آپ کے علمی فیضان سے فیض یاب ہونے والوں میں آپ کے فرزند حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم، حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت سیدنا امام مالک، حضرت سیدنا امام سفیان ثوری، حضرت سیدنا سفیان بن عُیَیْنَہ رحمھم اللہ کے نام سر فہرست ہیں۔(تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص125)

آپ کا وصال و مدفن: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 15 رجب المرجب 148 ہجری کو ہوا۔ آپ کا وصال 68 سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی تدفین جنت البقیع میں، آپ کے دادا محترم حضرت سیدنا امام زین العابدین اور والد محترم حضرت سیدنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہما کی قبروں کے پاس ہوئی۔(الثقات لابن حبان، ج3، ص251)

کونڈوں کا شرعی حکم: مسلمان کا اپنے کسی بھی نیک عمل جیسے ذکرو اذکار، تلاوت قرآن مجید، درود و سلام، دیگر نیک اعمال کا ثواب دوسرے مسلمان کو پہنچانا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن کام ہے اور یہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک مسلمانوں میں چلا آرہا ہے۔

ایصال ثواب کے ثبوت پر بکثرت آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال فقہاء موجود ہیں۔

کسی کے نیک عمل کی برکت سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے:

کسی کے نیک عمل کی برکت سے دوسرے کو فائدہ پہنچنے کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔(القرآن، پارہ28، سورہ الحشر59، آیت نمبر:10)

مذکورہ بالا آیت کے متعلق **تفسیر مظہری** میں ہے: "قال السیوطی وقد نقل غیرواحد الاجماع علی أن الدعاء ینفع المیت و دلیله من القرآن قوله تعالیٰ ﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾ یعنی: امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کئی علمائے کرام نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ دعا میت کو فائدہ دیتی ہے اور اس کی دلیل قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ﴾۔ (التفسیر المظھری، ج9، ص127)

ایصال ثواب کے ثبوت پر احادیث مبارکہ: حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ کہتیں تو صدقے کا کہتیں پس اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا ثواب پہنچے گا؟۔ فرمایا: "ہاں"۔(صحیح البخاری، ج1، ص468، حدیث نمبر: 1388)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے لیے کونسا صدقہ افضل ہے؟ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پانی" تو حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔(سنن اَبی داوٗد، ج2، ص180، حدیث نمبر: 1681)

کیا مردوں کو ثواب پہنچتا ہے؟ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا: ہم اپنے مردوں کے لئے دعا کرتے ہیں، اور ان کی طرف سے صدقہ وحج کرتے ہیں، کیا انہیں اس کا ثواب پہنچتا ہے؟ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہیں اس کا ثواب پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے تم سے کوئی شخص تحفے سے خوش ہوتا ہے۔(عمدۃ القاری، ج6، ص305)

والدین کی طرف سے خیرات: جب تم سے کوئی کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں و باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس خیرات کرنے والے کے ثواب

میں کوئی کمی بھی نہیں آئے گی۔(شعب الایمان، ج6، ص205، حدیث نمبر:7911)

مردوں کی تعداد کے برابر اجر: آقا کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان میں گیارہ بار "سورہ اخلاص" پڑھ کر مردوں کو اس کا ایصال ثواب کرے تو مردوں کی تعداد کے برابر ایصال ثواب کرنے والے کو اس کا اجر ملے گا۔(جمع الجوامع للسیوطی، ج7، ص285، حدیث نمبر:23152)

ایصال ثواب کا انتظار: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردے کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اسے پہنچے اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے، زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے۔(شعب الایمان، ج6، ص203، حدیث:7905)

زمانہ نبوی سے آج تک اپنے نیک اعمال کا ثواب دوسرے مسلمان کو پہنچانے کے متعلق بدائع الصنائع میں ہے: قبروں کی زیارت کرنا اور قبروں پر قرآن مجید کی تلاوت کرنا (مردوں کو) کفن دینا، صدقات کرنا، روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچانے پر مسلمانوں کا دور رسالت سے لے کر آج تک عمل ہے اور (نیک اعمال کر کے مردوں کو ثواب ایصال کرنا) عقلا بھی ناممکن نہیں، کیونکہ ثواب دینا اللہ عزوجل کی طرف سے فضل ہے، اس پر لازم نہیں ہے، وہ چاہے تو اس بندے پر بھی فضل فرمادے، جس کو ثواب پہنچانے کے لیے کوئی بندہ عمل کرے، جیسا کہ اللہ عزوجل خود مختار ہے اس میں کہ بغیر کسی عمل کے ہی کسی کو ثواب (یعنی اپنا فضل) عطا فرمادے۔(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج2، ص212)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: اہلسنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچائے اور وہ پہنچتا ہے۔۔۔۔اور بعض اس سے منع کرتے ہیں اور آیت ﴿وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ کو دلیل بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ (یہ ثواب دوسرے کو) نہیں پہنچتا، اس آیت کا جواب کئی طرح سے ہے: ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ، اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہے بہر حال مؤمن، تو اس کے لیے اس عمل کا اجر بھی ہے جو کسی کی طرف سے، اس کے لیے کیا گیا۔(الاختیار لتعلیل المختار، ج4، ص180)

ایصال ثواب کے بارے میں دو واقعات: ایک سال سے ثواب تقسیم کر رہے ہیں: حضرت سیدنا حماد مکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں سو گیا، خواب میں دیکھا

کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں، ان سے پوچھا: کیا قیامت قائم ہو چکی ہے ؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے "قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ" پڑھ کر ہمیں ایصال ثواب کیا تھا، ہم ایک سال سے اس کا ثواب تقسیم کر رہے ہیں۔ (شرح الصدور، ص312)

حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ جو کہ نذر و نیاز، چالیسواں، تیجہ، دسواں کے ایصال ثواب کے قائل تھے، لکھتے ہیں: شاہ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم وصال میں ان کے پاس نیاز دینے کے لیے کوئی چیز میسر نہ تھی۔ آخر کار کچھ کچھ بھنے ہوئے چنے اور گڑھ پر نیاز دی۔

رات میں نے دیکھا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس مختلف انواع واقسام کے کھانے حاضر ہیں اور ان میں وہ گڑھ اور چنے بھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال مسرت والتفات فرمایا اور کچھ آپ نے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا۔ (انفاس العارفین، ص76)

ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا: ایصال ثواب کے لئے شریعت مطہرہ میں کوئی مدت اور وقت مقرر کرنا ضروری نہیں، البتہ دن وغیرہ مقرر کرنے میں شرعاً حرج بھی نہیں، وقت مقرر کرنا دو طرح ہے۔

(1) شرعی: شریعت نے کسی کام کے لیے وقت مقرر فرمایا ہو، مثلاً قربانی، حج وغیرہ۔

(2) عرفی: شریعت کی جانب سے وقت مقرر نہ ہو لیکن لوگ اپنی اور دوسروں کی سہولت اور یاد دہانی یا کسی خاص مصلحت کے لیے کوئی وقت خاص کر لیں، جیسے آج کل مساجد میں نمازوں کی جماعت کے لیے اوقات مخصوص کرنا وغیرہ حالانکہ پہلے جماعت کے لئے وقت طے نہیں ہوتا تھا جب نمازی اکٹھے ہو جاتے جماعت کھڑی کر دی جاتی تھی۔

بلکہ بعض کاموں کے لیے تو خود سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وقت مقرر فرمایا نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے۔

مثلاً: (1) حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کے لیے سال کا آخری وقت مقرر فرمالیا تھا۔ (2) ہفتے کے دن آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد قُبا میں تشریف لے جانا۔ (3) اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دینی مشاورت کے لیے وقت صبح وشام کی تعیین۔ (4) حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تذکیر (یعنی درس و بیان) کے لیے پنج شنبہ (یعنی جمعرات) کا دن مقرر کیا۔ (5) علمائے کرام نے سبق شروع کرنے کے لیے بدھ کا دن رکھا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج9، ص585، 586 ملتقطاً)

مسلمان عام طور پر 22 رجب المرجب کو بالخصوص حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے ایصال ثواب کے لئے ہی کھانے وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں اور قرآن پاک وفاتحہ وغیرہ پڑھواتے ہیں، جس کو ءء کونڈے، ، کہا جاتا ہے۔ یہ شرعاً بالکل جائز و مستحسن ہے۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کونڈوں کے متعلق فرماتے ہیں: "اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں، یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔(بھار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 643، ط: مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں: "امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کونڈے بھرنا اور اس پر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ اس کی اصل یہی ہے کہ ایصال ثواب جائز ہے۔ حدیث وفقہ سے اس کا جواز ثابت ہے جب تک کسی خاص صورت میں ممانعت ثابت نہ ہو۔ اس کو ناجائز بتانا اللہ و رسول اور شریعت مطہرہ پر افترا کرنا ہے۔(فتاویٰ امجدیہ، ج 1، حصہ 1، ص 365)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ رجب کے کونڈوں کے بارے میں فرماتے ہیں: "اس مہینہ کی ۲۲ تاریخ کو ہندو پاک میں کونڈے ہوتے ہیں یعنی نئے کونڈے منگائے جاتے ہیں اور سوا پاؤ میدہ، سوا پاؤ شکر، سوا پاؤ گھی کی پوریاں بنا کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرتے ہیں"۔(اسلامی زندگی، ص 76)

مزید فرماتے ہیں: "رجب کے مہینہ میں ۲۲ تاریخ کو کونڈوں کی رسم بہت اچھی اور برکت والی ہے۔

مگر اس میں سے یہ قید نکال دو کہ فاتحہ کی چیز باہر نہ جائے اور لکڑی والے کا قصہ ضرور پڑھا جائے۔(اسلامی زندگی، ص 80)

کونڈوں کے ختم میں یہ باتیں منع ہیں: کونڈوں کی نیاز کے موقع پر جو عام طور پر کہانی سنائی جاتی ہے وہ من گھڑت اور بے اصل ہے، لہٰذا وہ کہانی پڑھی جائے نہ سنی جائے۔

بعض جگہ یہ قید لگاتے ہیں کہ یہیں کھاؤ کہیں اور نہ لے جاؤ، یہ قید بھی لغو ہے۔ ان باتوں سے بچا جائے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ قید لگاتے ہیں کہ مٹی کے برتن وغیرہ میں کونڈے کی نیاز ضروری ہے۔ یہ قید بھی فضول ہے۔

جس دن وصال ہوا ہو اسی دن ایصال ثواب کرنا ضروری نہیں، اس سے ایک دن پہلے یا بعد میں، کسی دن بھی کیا جا سکتا ہے، کیونکہ عرس، برسی، تیجہ، دسواں، اور چالیسواں وغیرہ در اصل ایصال ثواب کی ہی مختلف صورتیں ہیں، اور ایصال ثواب کسی دن، کسی بھی وقت کیا جائے جائز ہے، ہاں البتہ ہمارے یہاں مسلمانوں میں یہ رائج ہے کہ اپنی سہولت اور دوسروں کو یاد دلانے وغیرہ کے

لیے اس لئے ایک خاص دن مقرر کیا جاتا ہے تا کہ پہلے سے ہی لوگوں کو معلوم رہے کہ فلاں دن ایصال ثواب کی محفل ہو گی اور یہ دن مقرر کرنا بھی جائز ہے جبکہ یہ گمان نہ ہو کہ اس کے علاوہ دنوں میں ایصال ثواب ہو گا ہی نہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: اموات مسلمین کو ایصال ثواب بے قید تاریخ خواہ بحفظ تاریخ معیّن مثلًا روزِ وفات جبکہ اس کا التزام بنظرِ تذکیر وغیرہ مقاصد صحیحہ ہو، نہ اس خیال جاہلانہ سے کہ تعیین شرعًا ضرور یا وصولِ ثواب اسی میں محصور، یونہی عرس مشائخ کہ منکرات شرعیہ مثلًا رقص ومزامیر وغیر سے خالی ہو۔، اسی طرح اولیائے کرام وسائل بارگاہ ونوابِ حضرت احیائے معنی واموات صورۃ قدست اسرارہم سے استعانت واستمداد جبکہ بطور توسّل وتوسط وطلبِ شفاعت ہو، نہ معاذ اللہ بظنِ خبیث، استقلال وقدرت ذاتہ، جس کا توہم نہ کسی مسلم سے معقول نہ مسلمان ہونے پر سوئے ظن مقبول، یہ سب امور شرعًا جائز وروا ومباح ہیں جن کے منع پر شرع مطہرہ سے اصلًا دلیل نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج9، ص422)

محض اس بات کی وجہ سے اس ختم پاک کو ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا کہ 22 رجب المرجب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے۔

اس دن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا وصال نہیں ہوا، کیونکہ اولاً تو 22 رجب المرجب کو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات قرار دینا کوئی یقینی امر نہیں ہے، بلکہ یہ آپ کی تاریخ کے بارے میں منقول اقوال میں سے ایک قول ہے ، کیونکہ مؤرخین کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف سنہ 60 ہجری میں ہوا، لیکن تاریخ کیا تھی؟ اس میں چار اقوال ہیں: (1) یکم رجب المرجب (2) 4 رجب المرجب (3) 15 رجب المرجب (4) 22 رجب المرجب

جیسا کہ البدایہ والنھایہ میں ہے: اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب 60 ہجری میں دمشق میں وصال فرمایا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ جمعرات کی رات 15 رجب المرجب 60 ہجری کو۔ ایک قول یہ ہے جمعرات کی رات 22 رجب المرجب 60 ہجری کو، یہ ابن اسحاق اور دیگر کا قول ہے۔ ایک قول ہے کہ 4 رجب المرجب کو، یہ لیث کا قول ہے۔ سعد بن ابراہیم نے کہا یکم رجب المرجب کو وصال ہوا۔ (البدایہ والنھایہ، ج11، ص458، دار ھجر)

اگر بالفرض 22 رجب المرجب ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہو، تب بھی اس وجہ سے اس دن حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو ایصال ثواب کرنا ممنوع نہیں ہو سکتا

کہ ایک دن میں کسی بزرگ کا انتقال ہونا، اس دن کسی دوسرے بزرگ کو ایصال ثواب کرنے کی ممانعت کی وجہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اس دن آپ کو ایصال ثواب کرنا ممنوع نہیں ہو جائے گا کہ ایصال ثواب احادیث مبارکہ سے مطلقاً ثابت ہے۔

جب بھی کیا جائے درست ہے، چاہے وہ وصال کا دن ہو یا نہ ہو اور یہ بات بالکل واضح ہے۔

مزید یہ کہ کونڈوں کے ختم کو بدمذہبوں کا طریقہ کہہ کر ممنوع قرار دینا اور اس سے بدمذہبوں سے تشبہ سمجھنا بھی باطل ہے، کیونکہ کفار و بدمذہبوں سے مشابہت کے ممنوع ہونے کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ وہی تشبہ ممنوع ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شئے ان بدمذہبوں کا شعار خالص ہو یا اس چیز میں فی نفسہ شرعاً کوئی حرج ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔

در مختار اور بحر الرائق میں ہے: ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں جیسے ہمارے اور ان کے کھانے پینے کے طور طریقے۔ ان سے تشبہ ان کاموں میں حرام ہے جو مذموم یعنی برے ہیں یا جن میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے، امام قاضی خان نے شرح جامع صغیر میں ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، ج 2، ص 11، دار الکتاب الاسلامی)

حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ "منح الروض الانف" میں فرماتے ہیں: ہمیں کافروں اور منکر بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے، ہر بدعت میں مشابہت سے منع نہیں کیا گیا ہاں اگر وہ بدعت جو مباح کا درجہ رکھتی ہو اس سے نہیں روکا گیا خواہ وہ اہل سنت کے افعال ہوں یا کفار اور اہل بدعت کے۔ لھذا مدار کار شعار ہونے پر ہے۔

(منح الروض الازھر علی الفقه الاکبر، فصل فی الکفر صریحاً و کنایة، التشبه بغیر المسلمین، ص 496، دار البشائر الاسلامیه)

یہاں پر تشبہ کی نیت کا نہ ہونا تو ظاہر ہے اور مدعی نے اس کو وجہ ممانعت بھی نہیں قرار دیا اور فی نفسہ ایصال ثواب کرنے میں شرعاً کوئی قباحت بھی نہیں۔

رہی یہ بات کہ کونڈوں کا ختم دلانا بدمذہبوں کا شعار خاص ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کا شعار خاص نہیں ہے، بلکہ 22 رجب کو کونڈوں کا ختم دلانا بہت مقامات پر سنی مسلمانوں میں بھی رائج ہے۔

ہاں جو شخص اس کا دعویٰ کرے کہ کونڈوں کا ختم بدمذہبوں کا شعار خاص ہے، تو اس پر لازم ہے کہ ثبوت پیش کرے ورنہ بدمذہبوں کے ہر فعل سے مشابہت ممنوع نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نماز عید کے بعد معانقہ کے عدم جواز پر بطور دلیل پیش کی ہوئی ایک عبارت، جو اس بات پر مشتمل تھی کہ "نماز کے بعد مصافحہ کرنا سنت روافض ہے" کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "یوں ہی مصافحہ بعد نماز فجر وعصر اگر کسی وقت کے روافض نے ایجاد کیا اور خاص ان کا شعار رہا ہو، اور بدیں وجہ اس وقت علماء نے اہلسنت کے لئے اسے ناپسند رکھا ہو تو معانقہ عید کا زبردستی اسی پر قیاس کیونکر ہو جائے گا، پہلے ثبوت دیجئے کہ یہ "رافضیوں کا نکالا اور انھیں کا شعار خاص ہے" ورنہ کوئی امر جائز کسی بدمذہب کے کرنے سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں باتیں ہیں جن کے کرنے میں اہلسنت و روافض بلکہ مسلمین و کفار سب شریک ہیں۔ کیا وہ اس وجہ سے ممنوع ہو جائیں گی؟

بحر الرائق و در مختار و رد المحتار وغیرہا ملاحظہ ہوں کہ "بدمذہبوں سے مشابہت اُسی امر میں ممنوع ہے جو 1۔ فی نفسہٖ شرعاً مذموم یا، 2۔ اس قوم کا شعار خاص یا، 3۔ خود فاعل کو ان سے مشابہت پیدا کرنا مقصود ہو ورنہ زنہار وجہ ممانعت نہیں" (فتاویٰ رضویہ، ج8، ص625) الحمد للہ! اس تفصیلی مضمون سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت، علم، زہد، تقویٰ اور عمل صالح کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔

آپ نہ صرف اہل بیت اطہار کے چشم و چراغ ہیں بلکہ ان اساتذہ میں سے ہیں جن کے فیض سے امت کے کئی بڑے بڑے ائمہ و اولیا منور ہوئے۔

جہاں تک ماہ رجب المرجب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے نیاز و فاتحہ (جسے عرف عام میں کونڈے کہا جاتا ہے) کا تعلق ہے، تو یہ عمل قرآن و سنت، اجماع امت اور اقوال فقہاء سے ثابت ہے۔ ایصال ثواب کا عقیدہ اسلام میں مسلم اور مستحسن عمل ہے، خواہ وہ صدقہ، تلاوت قرآن، ذکر و اذکار، فاتحہ یا کھانے کی صورت میں ہو۔ پاک و ہند کے علمائے اہل سنت و جماعت بالخصوص امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے واضح طور پر فرمایا کہ 22 رجب المرجب کے کونڈے شرعاً جائز اور باعث خیر و برکت والا عمل ہے، بشرطیکہ کوئی خلاف شرع قید یا من گھڑت روایات شامل نہ کی جائیں۔ کونڈوں کے موقع پر غیر شرعی پابندیوں، من گھڑت کہانیوں وغیرہ سے اجتناب ضروری ہے، مگر اصل عمل یعنی ایصال ثواب، فاتحہ و نیاز کا اہتمام نہ صرف درست بلکہ باعث ثواب و خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیائے کرام و اہل بیت اطہار کے فیوض و برکات سے حصہ عطا فرمائے، اور ہمیں خالص نیت کے ساتھ ان کے ایصال ثواب کرنے اور اس میں شرکت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔